قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی

انوکھی کہانیاں

مرتب

محمد قاسم صدیقی

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان

وزارت ترقی انسانی وسائل، حکومت ہند

فروغ اردو بھون، FC-33/9، انسٹی ٹیوشنل ایریا، جسولہ، نئی دہلی۔110025

پہلی اشاعت	:	1983
چوتھی طباعت	:	2010
تعداد	:	1100
قیمت	:	-/7 روپے
سلسلۂ مطبوعات	:	323

Anokhi Kahaniyan

Compiled by

M. Qasim Siddiqui

ISBN :978-81-7587-409-1

ناشر: ڈائرکٹر، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، فروغ اردو بھون، FC-33/9، انسٹی ٹیوشنل ایریا، جسولہ، نئی دہلی-110025 فون نمبر: 49539000، فیکس 49539099

شعبۂ فروخت: ویسٹ بلاک-8، آر کے پورم، نئی دہلی-110066 فون نمبر 26109746

فیکس نمبر 26108159

ای میل urducouncil@gmail.com، ویب سائٹ www.urducouncil.nic.in

طابع: ہائی ٹیک گرافکس، 167/8، سوناپریا چیمبرس، جولینا، نئی دہلی-110025

اس کتاب کی چھپائی میں 70GSM, TNPL Maplitho کاغذ استعمال کیا گیا ہے۔

پیش لفظ

پیارے بچو! علم حاصل کرنا وہ عمل ہے جس سے اچھے برے کی تمیز آ جاتی ہے۔ اس سے کردار بنتا ہے، شعور بیدار ہوتا ہے، ذہن کو وسعت ملتی ہے اور سوچ میں نکھار آ جاتا ہے۔ یہ سب وہ چیزیں ہیں جو زندگی میں کامیابیوں اور کامرانیوں کی ضامن ہیں۔

بچو! ہماری کتابوں کا مقصد تمھارے دل و دماغ کو روشن کرنا اور ان چھوٹی چھوٹی کتابوں سے تم تک نئے علوم کی روشنی پہنچانا ہے، نئی نئی سائنسی ایجادات، دنیا کی بزرگ شخصیات کا تعارف کرانا ہے۔ اس کے علاوہ وہ کچھ اچھی اچھی کہانیاں تم تک پہنچانا ہے جو دلچسپ بھی ہوں اور جن سے تم زندگی کی بصیرت بھی حاصل کر سکو۔

علم کی یہ روشنی تمھارے دلوں تک صرف تمھاری اپنی زبان میں یعنی تمھاری مادری زبان میں سب سے موثر ڈھنگ سے پہنچ سکتی ہے اس لیے یاد رکھو کہ اگر اپنی مادری زبان اردو کو زندہ رکھنا ہے تو زیادہ سے زیادہ اردو کتابیں خود بھی پڑھو اور اپنے دوستوں کو بھی پڑھواؤ۔ اس طرح اردو زبان کو سنوارنے اور نکھارنے میں تم ہمارا ہاتھ بٹا سکو گے۔

قومی اردو کونسل نے یہ بیڑا اٹھایا ہے کہ اپنے پیارے بچوں کے علم میں اضافہ کرنے کے لیے نئی نئی اور دیدہ زیب کتابیں شائع کرتی رہے جن کو پڑھ کر ہمارے پیارے بچوں کا مستقبل تابناک بنے اور وہ بزرگوں کی ذہنی کاوشوں سے بھرپور استفادہ کر سکیں۔ ادب کسی بھی زبان کا ہو، اس کا مطالعہ زندگی کو بہتر طور پر سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ بھٹ
ڈائرکٹر

فہرست

بے ایمانی کا انجام

بہت پہلے ایک بادشاہ تھا۔ جو اپنے انصاف کے لیے مشہور تھا۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے آکر شکایت کی کہ شہر قاضی نے اس پر ظلم کیا ہے۔ وہ کچھ دن کے لیے باہر گیا تھا۔ باہر جانے سے پہلے اس نے ایک ہزار اشرفیاں ایک تھیلی میں سی کر اُسے مہر سے بند کر کے قاضی کے پاس رکھ دی تھیں۔ واپس آیا تو قاضی نے اُسے تھیلی تو اسی طرح واپس کی لیکن تھیلی میں اشرفیوں کے بجائے چاندی کے سکے نکلے۔ قاضی سے یہ بات کہی تو اس نے ڈانٹ کر بھگا دیا۔ بادشاہ نے کہا "اطمینان رکھو تمہاری اشرفیاں مل جائیں گی۔ تم یہ تھیلی میرے پاس چھوڑ دو"

وہ شخص مطمئن ہو کر اپنے گھر چلا گیا۔ بادشاہ کچھ دیر تک اس معاملے پر غور کرتا رہا اور جامہ دار[1] کو بلا کر حکم دیا "ہمارے لیے ایک اچھی سی پگڑی لے آؤ" جب جامہ دار پگڑی لے آیا تو بادشاہ نے کسی بہانے سے اُسے کسی کام کو بھیج دیا اور اس کے پیچھے اس پگڑی میں ایک سوراخ کر دیا۔ جب وہ لوٹ کر آیا تو اس سے کہا "جاؤ یہ کپڑے اٹھا لے جاؤ آج نہیں پہنوں گا" جامہ دار اس پگڑی کو سنبھال کر رکھ رہا تھا تو اس کی نظر اس سوراخ پر پڑی۔ وہ بہت گھبرایا۔ اس نے سوچا کہ یہ بادشاہ کی سب سے خوبصورت پگڑی ہے اگر بادشاہ دیکھے گا تو ضرور مار ڈالے گا۔ اس نے اپنی پریشانی اپنے ساتھی سے کہی ساتھی

---

[1] جامہ دار:- بادشاہ کے کپڑوں کی دیکھ بھال کرنے والا

نے کہا کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے وہ ایک رفوگر کو جانتا ہے جو ایسا رفو کرتا ہے کہ کوئی شخص بھی اُس کے رفو کو نہیں پہچان سکتا۔ اس نے رفوگر کا پتہ معلوم کیا اور پگڑی چھپا کر بازار لے گیا۔ رفوگر ایک ماہر کاریگر تھا اس نے پگڑی دیکھی تو بولا "منہ مانگے دام دو گے تو ایسا رفو کروں گا کہ کیا مجال کوئی اُسے پہچان سکے"

جامہ دار نے منہ مانگے دام دیے اور رفوگر نے جیسا کہا تھا ایسا ہی کیا۔ جامہ دار نے پگڑی دیکھی تو خوش ہو گیا اور خوشی خوشی واپس آکر پگڑی کو اپنی جگہ رکھ دیا اور اپنے کام میں لگ گیا۔

دوسرے دن بادشاہ نے وہی لباس مانگا۔ جامہ دار نے وہ لباس لاکر بادشاہ کے سامنے پیش کیا۔ بادشاہ نے پگڑی دیکھی تو بولا "پگڑی کس نے رفو کی ہے" یہ سن کر جامہ دار بہت گھبرایا بادشاہ نے کہا "گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ پگڑی خود میں نے پھاڑی تھی یہ بتاؤ کہ تم نے یہ پگڑی کس سے رفو کرائی ہے"

جامہ دار نے رفوگر کا پتہ بتایا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ اُسے حاضر کیا جائے۔ رفوگر آیا تو بادشاہ نے کہا "اگر تو سچ سچ بتائے گا تو تجھے انعام ملے گا۔ یہ بتا کہ تو نے اس شہر میں کسی کی تھیلی رفو کی ہے"

رفوگر نے جواب دیا "جان کی امان پاؤں۔ قاضی نے ایک تھیلی رفو کرائی تھی۔ بادشاہ نے اُسے وہ تھیلی دکھائی۔ رفوگر نے فوراً ہی اس تھیلی کو پہچان لیا۔ بادشاہ نے اُس آدمی کو اور قاضی کو بلایا اور رفوگر کے سامنے اُن کی بات کرائی۔ قاضی کو اب سب بات ماننی پڑی اور اُس شخص کا سب روپیہ اُسے دے دیا۔

بادشاہ نے قاضی کو سزا دی اور اُس کی جگہ دوسرا قاضی مقرر کر دیا۔

———✱———

کہانی (۱۱)

بادشاہ کی عقل مندی

عضدالدولہ بہت مشہور خلیفہ گزرے ہیں۔ ایک مرتبہ انھوں نے اپنے ایک خاص قاصد کو ایک دوسرے شہر بھیجا۔ قاصد اُس شہر جانے کے بجائے راستہ ہی سے لوٹ آیا۔ خلیفہ نے واپس آنے کی وجہ پوچھی۔ قاصد نے کہا "حضور جب میں دربار سے نکل کر بازار سے گزر رہا تھا راستہ میں ایک شخص کو دارالحکومت کو بُرا بھلا کہتے سُنا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ وہ ایسی امن و امان کی جگہ کو کیوں بُرا بھلا کہہ رہا ہے، اُس شخص نے جواب دیا "اس لیے کہ یہاں کا بادشاہ غافل اور قاضی بد دیانت ہے۔ میں نے یہاں کے قاضی کے پاس اشرفیوں سے بھرے ہوئے دو لوٹے امانت رکھے تھے میں باہر چلا گیا تھا اب کئی سال کے بعد واپس لوٹا۔ میں نے اُس سے اپنے لوٹے مانگے تو اُس نے صاف انکار کر دیا۔ میرا کوئی گواہ نہیں اس لیے اب میں واپس جا رہا ہوں۔ اگر قاضی اور بادشاہ کو بُرا نہ کہوں تو کیا کروں"۔ حضور میں اُسے سمجھا کر لے آیا ہوں تاکہ آپ اس کی شکایت سنیں اور اُس کے ساتھ انصاف کریں۔ خلیفہ نے اُس شخص کو بلایا اور پوری توجہ سے اُس سے تمام حالات دریافت کیے۔ اس کے خلیفہ نے اُس کے رہنے کا انتظام کیا اور اُس کو بتا دیا کہ اُس کا مال اُس کو جلد مل جائے گا۔ اُس دن کے بعد خلیفہ نے قاضی سے میل جول بڑھانا شروع کر دیا خلیفہ روز اُس کی زیادہ سے زیادہ خاطر کرتا۔ ایک دن جب قاضی دربار میں موجود تھا اُسے الگ تنہا کر لے گیا اور کہا "آپ سے ایک راز کی بات کہنی ہے مگر شرط یہ ہے کہ آپ اُس کا تذکرہ

سی سے بھی نہ کہوں" قاضی نے کہا "حضور آپ جو کہیں گے وہ میرے سینہ میں محفوظ رہے
گا فرشتوں کو بھی اس کی خبر نہیں ہو سکتی" خلیفہ نے کہا "قاضی صاحب زندگی کا کوئی
بھروسہ نہیں۔ دنیا کے جھگڑے ختم ہوتے نظر نہیں آتے۔ مجھے بیوی بچّوں کی بڑی فکر
ہے کسی دن اچانک موت آگئی تو بچّوں پر کیا گزرے گی اس لیے بہت سوچنے
کے بعد یہ ترکیب ذہن میں آئی ہے کہ ان کے لیے کچھ روپیہ محفوظ کر دیا جائے
میں اس خزانے کو ایسے تو چھپا نہیں سکتا ہے کسی ایسے آدمی کی تلاش ہے جو ایماندار
ہو اور اس مال کی حفاظت کر سکے آپ سے بہتر اور کون ہو سکتا ہے۔ آپ کا عہدہ
آپ کی عبادت اور پرہیزگاری سارے ملک میں مشہور ہے اگر آپ کو منظور ہو
تو خاموشی سے یہ خزانہ آپ کو پہنچا دیا جائے۔ اس وقت تو صرف ایک لاکھ دینار ایک
سو تھان کپڑوں کے اور پانچ موتیوں کے ہار آپ کو بھجوائے جائیں گے باقی مال آہستہ
آہستہ پہنچا دیا جائے گا"

قاضی نے کہا "خدا قیامت تک آپ کو قایم رکھے میں دل و جان سے حکم کی
تعمیل کرنے کو تیار ہوں"

اس پر خلیفہ نے غلام کو حکم دیا کہ قاضی صاحب کو دو سو دینار دے دیے جائیں
اور قاضی صاحب سے کہا "یہ دو سو دینار لے جائیے اس سے ایک تہہ خانہ بنوا لیجیے
تاکہ خزانہ محفوظ رہ سکے لیکن اس کی خبر کسی کو نہ ہو"

قاضی دو سو دینار لے کر خوش خوش گھر پہنچے۔ اور تہہ خانے کی تعمیر شروع کرائی
اس نے دل میں سوچا کہ بس اب مال ہاتھ لگا۔ وہ مال تو سب اپنا ہی ہوگا کون کس کو
دیتا ہے اور جب کہ کسی کو اس مال کی خبر بھی نہ ہوگی۔

خلیفہ نے جب دیکھا کہ قاضی جال میں پھنس چکا ہے تو اس آدمی کو بلایا اور اس
سے کہا کہ وہ اگلے دن دربار میں آئے اور تب قاضی سے اپنا مال طلب کرے۔ مال لے

مل جائے گا۔

دوسرے روز وہ شخص دربار میں آیا اور سلام کرکے قاضی کے پاس آبیٹھا۔ اس شخص نے قاضی کو سلام کرکے کہا حضور آپ کو یاد ہوگا کہ کچھ دن پہلے جب میں سفر پر جا رہا تھا تو ایک امانت آپ کے پاس رکھوائی تھی۔ اب مجھے اس کی ضرورت ہے اس لیے حضور اب اگر وہ مال واپس مل جائے تو بڑا احسان ہوگا۔

قاضی نے اپنے دل میں سوچا کہ اگر منع کیا جائے تو یہ شخص جھگڑا کرے گا اور تب خلیفہ کے دل میں میری طرف سے شک ہو سکتا ہے اور اس طرح وہ خزانہ جو ملنے والا ہے ہاتھ سے نکل جائے گا اس لیے اس کا مال واپس کرنے ہی میں بھلائی ہے۔ یہ سوچ کر قاضی نے کہا

"ہاں بھائی میں تو بہت دنوں سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں تمہارے اشرفیوں کے دونوں لوٹے حفاظت سے رکھے ہوئے ہیں اسی وقت گھر جا کر لے لو"

خلیفہ نے قاضی کی تعریف کی اور اس شخص کو حکم دیا کہ وہ قاضی کے گھر سے اپنا مال لے آئے۔

جب وہ شخص قاضی کے گھر سے اشرفیوں بھرے لوٹے لے آیا تو خلیفہ سے کہا "جہاں پناہ کی مہربانی سے مجھے میرا مال مل گیا ورنہ میں بھوکوں مر جاتا!"

خلیفہ نے قاضی کو سخت سزا دی اور اسی وقت اسے قاضی کے عہدہ سے نکال دیا۔

کہانی ۳

خزانہ کس کا؟

کرمان کا بادشاہ بہت نیک اور انصاف پسند تھا۔ اس کے انصاف کا دُور دُور شہرہ تھا۔ بادشاہ منصف ہو تو رعایا بھی انصاف پسند ہو جاتی ہے۔ اس کے زمانے کے دو قصے بہت مشہور ہیں۔ ایک مرتبہ بادشاہ کے کسی مخبر نے خبر دی کہ ایک شخص کو اپنی زمین میں خزانہ ملا ہے۔ یہ سُن کر بادشاہ نے اُس شخص کو بلایا اور پوچھا "ہم نے سُنا ہے کہ تمہیں کوئی خزانہ ملا ہے"

اس نے جواب دیا "آپ کی اطلاع صحیح ہے"

بادشاہ نے پوچھا "تم نے ہمیں اطلاع کیوں نہیں دی؟"

اس شخص نے کہا کہ حضور خزانہ مجھے اپنی زمین کے اندر سے ملا ہے اس لیے وہ میری ملکیت ہے۔ اس کے علاوہ مجھے معلوم ہے کہ آپ ایک انصاف پسند بادشاہ ہیں اور مجھ پر ظلم نہ کریں گے"

"بادشاہ نے کہا "خزانہ ہمارے سامنے پیش کیا جائے۔ ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ اس میں کتنا اور کیا کیا مال ہے"

بادشاہ کے حکم کے مطابق وہ شخص گھر گیا اور اس نے خزانہ لاکر بادشاہ کے سامنے پیش کیا۔ بادشاہ نے اُس میں سے بہت تھوڑا سا لے لیا اور باقی آسے واپس کر دیا۔

غلاموں نے شکایت کی کہ وہ شخص بے ایمان ہے یہ خزانے کا ایک حصہ بھی

لے کر نہیں آیا تھا۔ اس نے بہت سا خزانہ گھر میں چھپا لیا۔ اس کے باوجود اُسے خزانہ واپس کر دیا گیا۔

بادشاہ نے کہا' یہ خزانہ اسی کا ہے اس نے جو کچھ خوشی سے دیا وہی میرا حصہ ہے اس سے زیادہ پر میرا حق نہیں ہے۔

بادشاہ تو بادشاہ ہے اس زمانے کے عام آدمی بھی لالچ کو بُرا کہتے تھے اور اس سے دُور بھاگتے تھے۔

اسی بادشاہ کے زمانے میں ایک شخص نے ایک حویلی خریدی۔ جب اُس حویلی کی مرمت کرانے لگا تو وہاں سے مال نکلا۔ وہ شخص یہ مال لے کر اس آدمی کے پاس پہنچا جس سے وہ حویلی خریدی تھی اور اُسے وہ مال واپس کیا۔ اُس سے کہا' اپنا مال لے لو۔ میں نے حویلی خریدی تھی یہ مال نہیں'

حویلی کے مالک نے فوراً جواب دیا' میں یہ مال کس طرح لے سکتا ہوں۔ اس پر میرا کوئی حق نہیں۔ میں نے اس مال کو یہاں نہیں رکھا تھا۔ اس لیے اس مال کو بادشاہ کے پاس لے جاؤ اور اسے دے دو' دونوں اس مال کو بادشاہ کے پاس لے گئے اور اُسے تمام بات بتائی بادشاہ نے کہا' تم غریب آدمی ہو اور پھر بھی اسے امانت سمجھتے ہو اور میں تو خدا کا شکر ہے بادشاہ ہوں۔ میں کیسے یہ مال لے سکتا ہوں' ان دونوں نے بادشاہ سے پوچھا وہ اب کیا کریں۔ بادشاہ نے انہیں مشورہ دیا کہ وہ دونوں آپس میں اپنے بیٹے بیٹی کی شادی کر دیں اور اس مال کو لڑکی کے جہیز میں دے دیں۔ دونوں نے یہی کیا اور آپس میں رشتہ دار بن گئے۔

دیانت داری

نہرولا شہر میں ایک دلال رہتا تھا۔ وہ اپنے کام میں بہت ہوشیار تھا لین دین حساب کتاب میں بہت ایماندار تھا۔ ایک مرتبہ ایک سوداگر نے اس کے پاس نو لاکھ روپیہ امانت رکھوائے۔ کچھ دنوں کے بعد ہی سوداگر کا انتقال ہو گیا۔ دلال نے سوداگر کے لڑکے کو بلایا اور کہا "بہت دن ہوئے تمہارے باپ نے میرے پاس نو لاکھ روپیہ رکھوائے تھے۔ اب وہ تو نہیں رہے۔ اپنا روپیہ لے لو۔"

لڑکے نے جواب دیا "مجھے اس کے بارے میں کچھ بھی علم نہیں شاید کسی کھاتے میں لکھے ہوں میں کتابیں منگا کر دیکھتا ہوں۔" لڑکے نے بہی کھاتے منگائے اور ایک ایک کر کے سب حساب دیکھا مگر نو لاکھ روپیہ کا ذکر کہیں بھی نہ تھا۔ لڑکے نے دلال سے کہا "اگر میرے باپ نے یہ روپیہ دیا ہوتا تو اس کا ذکر کہیں نہ کہیں ہوتا۔ اب جب کسی کھاتے میں بھی اس کا ذکر نہیں ہے میں یہ روپیہ ہرگز نہیں لے سکتا۔"

جھگڑا بڑھتا رہا۔ ایک یہ کہتا کہ اپنے روپیہ لے لو اور دوسرا کہتا کہ ان روپیوں سے میرا کوئی تعلق نہیں۔ آخر دونوں فیصلے کے لیے جے سنگھ کے دربار میں گئے۔ راجا نے دونوں کے بیان سنے کچھ دیر سوچا اور کہا "اگر تم دونوں اس روپیہ کو رکھنے کو تیار نہیں ہو تو اس کو کسی ایسے کام میں خرچ کرو جس سے اللہ کے بندوں کو فائدہ اور سوداگر کو ثواب پہنچتا رہے۔"

اس رقم سے ایک تال بنایا گیا۔ اس تال کا نام نولکھی تال رکھا گیا۔

کہانی ۵

محنت کا پھل

ایک دن ایک بادشاہ شکار کو گیا۔ شکار کرتے کرتے ایک ہرن کے پیچھے گھوڑا ڈالا۔ ہرن کا پیچھا کرتا ہوا بہت دور نکل گیا اور اپنے ساتھیوں سے بچھڑ گیا۔ دوپہر ہوگئی۔ دھوپ بہت تیز تھی۔ بادشاہ بہت پریشان ہوا۔ بھوک پیاس سے بُرا حال ہونے لگا۔ اس نے ادھر اُدھر نظر دوڑائی تو دور جنگل میں کچھ جھونپڑے نظر آئے گھوڑا دوڑا کر وہاں گیا ایک جھونپڑے پر جاکر آواز دی "مسافر ہے" ایک بڑھیا نکل کر آئی اور اس نے بادشاہ کو اندر بلا لیا۔ بڑھیا نے پانی پلایا اور پھر کھانے سے خاطر کی۔ بادشاہ آرام کرنے کے لیے لیٹ گیا۔ تھکا ہوا تھا نیند آگئی۔ آنکھ کھلی تو شام ہوگئی تھی۔ سورج چھپنے والا تھا۔ بادشاہ نے سوچا کہ رات کو راستہ کہاں تلاش کروں گا اس لیے رات کو وہیں رہنے کا ارادہ کیا۔ تھوڑی دیر گذری تھی چند گائیں نظر آئیں جو جنگل سے چر کر گھر آرہی تھیں۔ بڑھیا کے ایک لڑکی تھی اس نے اُسے آواز دے کر کہا "گایوں کا دودھ دوہ لے تاکہ مہمان کی خاطر کی جائے۔"

لڑکی کی عمر کوئی بارہ برس کی ہوگی۔ وہ بہت خوبصورت اور عقل مند تھی۔ ماں کی بات سُن کر گایوں کے پاس گئی اور دودھ دوہنے لگی۔

بادشاہ نے کبھی کسی کو گائیں دوہتے نہ دیکھا تھا اس لیے یہ منظر دیکھنے لگا۔ گایوں نے بہت دودھ دیا بادشاہ حیران رہ گیا اور دل میں کہنے لگا "یہ لوگ میری سرکار میں رہتے ہیں۔ دونوں وقت یہ اتنا سارا دودھ حاصل کرتے ہیں۔ اگر ہفتہ میں ایک

دان بھی یہ اپنی گایوں کا ایک دن کا دودھ بادشاہ کی خدمت پہنچایا کریں تو ان کا تو کوئی نقصان نہ ہوگا اور خزانہ کی آمدنی بڑھ جائے گی۔ یہ سوچ کر اس نے فیصلہ کیا کہ جب صبح واپس جاؤں گا تو ایسا حکم لگاؤں گا کہ ہفتے میں ایک دن کا دودھ سرکار میں جمع کیا جائے۔ یہ سوچ کر بادشاہ سونے لیٹ گیا۔

صبح ہوئی تو بڑھیا نے اپنی بیٹی کو جتایا کہ وہ جلدی سے گائیں دوہ لے لڑکی اٹھی اور گائیں دوہنے لگی۔ لڑکی نے گائے کو ہاتھ ہی لگایا تھا کہ وہیں سے چلائی "اماں اماں! اٹھو اور دعا کرو ہمارے بادشاہ کی نیت خراب ہو گئی ہے" بڑھیا فوراً اٹھی اور دعا کرنے لگی "اے خدا بادشاہ کو نیک نیت رکھ"

بادشاہ بڑا حیران ہوا۔ اس نے سوچا کہ اس کے دل کی بات اس لڑکی کو کس طرح معلوم ہوئی۔ جب بڑھیا دعا کر چکی تو بادشاہ نے اس سے پوچھا "بڑی بی تمہیں کس طرح معلوم ہوا کہ بادشاہ کی نیت خراب ہو گئی ہے۔"

بڑھیا نے کہا "ہماری یہ گائے روز صبح کے وقت جتنا دودھ دیتی ہے آج اس نے اتنا دودھ نہیں دیا۔ چونکہ کوئی اور ایسی بات بھی نہیں ہوئی جس کی وجہ سے یہ دودھ نہ دیتی اس لیے ہم نے سمجھ لیا کہ ہمارے بادشاہ کی نیت خراب ہو گئی ہے۔ بادشاہ کی نیت جب خراب ہوتی ہے تو خدا برکت اٹھا لیتا ہے اور اس کی وجہ سے ہر چیز میں کمی اور نقصان ہونے لگتا ہے اسی طرح جب بادشاہ کی نیت نیک ہوتی ہے تو خدا زمین پر برکت بھیجتا ہے اور ہر چیز میں فائدہ ہوتا ہے"

بادشاہ نے کہا "تم بالکل سچ کہتی ہو۔ وہ بادشاہ میں ہی ہوں مجھے آج سبق مل گیا۔ میں نے اپنی بری نیت سے توبہ کی اور اس ظالمانہ خیال کو دل سے نکال دیا"

اب جو لڑکی نے گائے دوہی تو دودھ کی بالٹی اسی طرح بھر گئی جیسا کہ روز بھرتی تھی۔

کہانی (۶)

بڑھیا کی گائے

ملک بادشاہ ایک دن شکار کھیلنے کے ارادہ سے نکلا چلتے چلتے تھک گیا۔ سامنے ہرا بھرا جنگل تھا۔ بادشاہ نے اس جنگل کے قریب پڑاؤ ڈالا بادشاہ شکار کو چلا گیا تو اس کے غلاموں نے ایک گائے پکڑی اور اس کو کاٹ ڈالا۔

یہ گائے ایک غریب بڑھیا کی تھی جس کے چھوٹے چھوٹے چار بچے تھے۔ اس کا شوہر مر چکا تھا۔ چاروں بچوں کو وہ اس گائے کے دودھ سے پالتی تھی۔ بڑھیا کو جب پتہ چلا تو وہ بہت دکھی ہوئی۔ گرتی پڑتی آدھی رات کو اس پل پر جا بیٹھی جہاں سے بادشاہ کو گذرنا تھا۔ ساری رات وہ شاہی سواری کا انتظار کرتی رہی صبح ہوئی تو بادشاہ کی سواری آتی دکھائی دی۔ بڑھیا بیچ راستہ پر کھڑی ہو گئی اور بادشاہ کو مخاطب کرکے گرج کر بولی۔

"اے بادشاہ اگر آج تو نے میرا انصاف نہ کیا تو خدا کے گھر دامن پکڑ لوں گی۔ مجھے ہر حال میں انصاف چاہیے۔

دُکھے ہوئے دل کے ان لفظوں نے بادشاہ کا دل بھی دکھی کر دیا۔ وہ فوراً بولا" بتاؤ تم پر کس نے ظلم کیا؟ تاکہ میں یہیں اس کا فیصلہ کر دوں۔

بڑھیا نے جواب دیا" مجھ پر تو نے ظلم کیا ہے کیونکہ تیرے غلام تیری ہی طاقت اور قوت کے بل پر ظلم کرتے ہیں۔ اس لیے ان کا ظلم اصل میں تیرا ظلم ہے۔ اس کے بعد بڑھیا نے سلطان کو اپنی گائے کا واقعہ سنایا جسے سن کر بادشاہ

رو پڑا اور اس نے حکم دیا کہ ان غلاموں کو سخت سزائیں دی جائیں اور بڑھیا کو ستر گائیں دی جائیں۔

بڑھیا دعائیں دیتی ہوئی چلی گئی۔

کہانی (۸)

راجا کا انصاف

گجرات میں کھمبایت ایک مشہور قصبہ تھا۔ یہ قصبہ دریا کے کنارے آباد تھا۔ قصبے میں ہر مذہب کے ماننے والے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ وہاں کے کچھ شرارت پسندوں نے امام الدین کو خوب مارا پیٹا امام الدین جان بچا کر بھاگا اس نے نہروالا جاکر راجہ جے سنگھ کے دربار میں اپنی شکایت پہنچانے کا ارادہ کیا۔ راجہ کے دربار میں کسی نے بھی اسے راجا کے پاس تک پہنچنے نہیں دیا۔

ایک دن راجا نے شکار کا ارادہ کیا۔ کسی طرح امام کو پتہ چل گیا وہ راجا کی شکارگاہ کے راستے میں ایک درخت کے پیچھے چھپ کر بیٹھ رہا۔ راجا کی سواری جیسے ہی اُدھر سے گذری وہ جھپٹ کر سامنے آیا اور راجا کو قسمیں دیں کہ ہاتھی ٹھہرائے اور اس کی بات سُن لے۔

راجا نے جیسے ہی اس کی آواز سُنی اپنا ہاتھی دوڑایا اور اس کی شکایت سُنی امام نے کھمبایت کے ظلم کی تمام کہانی اُنھیں اشاروں میں سنائی۔ راجا نے یہ سب سُن کر امام کو اپنے آدمیوں کے سپرد کیا کہ وہ اس کی پوری دیکھ بھال کریں اور جب بلایا جائے تو اسے پیش کیا جائے۔

شکار سے لوٹنے کے بعد راجا نے اپنے وزیر کو بلایا اور کہا' میں تین دن تک کوئی کام نہیں دیکھوں گا۔ میں نہ تو اپنے محل سے نکلوں گا اور نہ کسی کو مجھ سے ملنے

کی اجازت ہوگی اس لیے تم تمام سلطنت کے کام دیکھنا۔

اسی رات راجہ جے سنگھ ایک سانڈنی پر سوار ہو کر کھمبایت کی طرف روانہ ہوا اس نے بھیس بدل لیا تھا اور بالکل اکیلا چلا۔ راجہ نے ایک رات اور ایک دن سفر کیا اور دوسرے دن شام کو کھمبایت پہنچ گیا۔ بھیس بدل کر تلوار کمر میں ڈال کر رات کے اندھیرے میں شہر میں داخل ہو گیا۔ شہر کے ہر نکڑ پر سُن گُن لی اور پھر گلیوں میں گھوما۔ بازاروں میں چوراہے پر لوگوں سے پوچھ گچھ کی ہر ایک کی زبانی یہی سُنا کہ امام الدین کے ساتھ بڑی زیادتی ہوتی ہے۔ ہمیشہ سے سب ساتھ رہتے ہیں چند شرارت کرنے والوں نے سب کے ساتھ دشمنی کی۔ جب راجہ کو یقین ہو گیا کہ امام الدین کے ساتھ زیادتی کی گئی ہے جس سے مسلمانوں کو بھی دُکھ پہنچا ہے تو وہ شہر سے نکلا۔ دریا کے پانی سے اپنی چھاگل بھری اور نہر والے کی طرف چل پڑا تیسرے روز رات کو اپنے محل میں پہنچ گیا۔

صبح کو دربار ہوا۔ درباری جمع ہوئے راجہ نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ امام الدین کو حاضر کیا جائے۔ امام الدین آیا تو راجہ نے کہا "اپنا معاملہ پیش کرو۔"

امام الدین نے اپنا معاملہ پیش کیا۔ درباریوں نے اس معاملے کو دبانے اور جھوٹا بتانے کی کوشش کی۔ راجہ نے اپنے آبدار کو حکم دیا کہ رات کو پانی کی جو چھاگل تمہیں دی تھی لے آؤ اور درباریوں کو اس کا پانی چکھاؤ۔

درباریوں نے چھاگل کا پانی چکھا تو کھاری ہونے کی وجہ سے پہچان گئے۔ اب راجا نے ان کو بتایا کہ میں تم لوگوں کو خوب جانتا ہوں مجھے اس معاملے میں تم میں سے کسی پر بھی اعتماد نہ تھا اس لیے میں خود کھمبایت گیا۔ وہاں جا کر میں نے امام الدین کے بارے میں معلوم کیا۔ پتہ چلا کہ اس پر ظلم ہوا ہے میں یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ ان لوگوں پر جو میری پناہ میں ہیں ظلم کیا جائے

کہانی (۸)

جو وعدہ کیا پورا کیا

ایک بادشاہ بہت انصاف پسند تھا۔ایک دن وہ مقدمہ کر رہا تھا اور مجرموں کو سزائیں دے رہا تھا کہ اتنے میں دربار کا وقت ختم ہو گیا۔اب صرف ایک ہی آدمی باقی تھا۔ بادشاہ نے اسے اپنے وزیر کے حوالے کیا کہ اُس کی حفاظت کرے اور کل دربار میں پیش کرے۔

وزیر جب اُسے لے کر اپنے گھر جا رہا تھا تو اس نے راستہ میں اُس سے کہا تم سے کسی قسم کی نیکی کی بھی اُمید رکھی جا سکتی ہے۔

وزیر نے پوچھا۔ بتاؤ کیا چاہتے ہو شاید خدا مجھ سے کوئی نیک کام کرائے اور میں تم سے نیکی کا سلوک کروں۔

اُس شخص نے کہا، خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھ پر جو الزام لگایا گیا ہے وہ غلط ہے میں نے کسی کو نقصان نہیں پہنچایا۔ مجھے خدا پر بھروسہ ہے کہ وہ کسی پر ظلم نہیں ہونے دے گا۔ تم سے اتنی درخواست ہے کہ مجھے اپنے گھر جانے کی اجازت دو تو بڑا ہی احسان کرو۔ میں چاہتا ہوں کہ اپنے بال بچوں سے رخصت ہو آؤں۔ اپنی وصیت لکھ آؤں اور جن جن کا حق ہے وہ حق ادا کر آؤں۔ غریبوں کو کچھ بانٹ آؤں میں یقین دلاتا ہوں کہ ان باتوں سے فارغ ہو کر کل صبح تمہاری خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا۔اس کی بات سن کر وزیر کو ہنسی آگئی۔ اس نے پھر اپنی بات دہرائی تو وزیر نے سوچا کہ خدا پر بھروسہ کر کے اسے چھوڑ

دینا چاہیے۔ شاید واپس آجائے یا شاید بادشاہ بھول جائے۔

وزیر نے اس سے کہا" وعدہ کرو کہ کل صبح ضرور واپس آجاؤ گے"

اس آدمی نے وعدہ کیا کہ وہ ضرور لوٹ آئے گا وزیر نے اُسے جانے دیا۔ جب وہ نظروں سے غائب ہو گیا تو سوچا کہ یہ کیا کر دیا۔ بادشاہ کو کیا جواب دوں گا اس نیکی کے جذبے اور جوشش کا کیا حشر ہوگا۔ گھر پہنچا تو گھر والوں کو سارا قصہ سنایا۔ گھر والے بہت ناراض اور پریشان ہوئے۔

ساری رات بے چینی اور پریشانی میں گذری ابھی سورج بھی نہ نکلا تھا کہ وہ شخص واپس آگیا۔ وزیر اور اس کے تمام گھر والوں کو بہت تعجب ہوا۔ وزیر نے اس سے کہا" اے شخص میں یہ کیا دیکھ رہا ہوں کوئی شخص موت کے منہ سے نکل کر پھر موت کے پاس واپس آتا ہے۔

اس نے جواب دیا" ہاں وہ شخص جو نیکی پر یقین کرتا ہے وہ شخص جو اس بات پر یقین کرتا ہے کہ جو عہد کرو اُسے پورا کرو"

اس کی بات سُن کر وزیر کو تعجب ہوا۔ وہ اُسے لے کر بادشاہ کے پاس حاضر ہوا اور کل سے اب تک کی تمام باتیں سنا دیں۔ بادشاہ بھی حیران رہ گیا۔ بادشاہ نے پوچھا۔

"کیا تو چاہتا ہے کہ اسے اپ کو بخش دیا جائے"

وزیر نے جواب دیا" حضور کی مہربانی"

بادشاہ نے اُسے میرے حوالے کر دیا اور میں نے اُسے آزاد کر دیا۔ چلتے وقت اس نے شکریہ کا ایک جملہ بھی نہ کہا اس سے مجھے بہت تکلیف ہوئی۔

دوسرے دن وہ میرے پاس آیا اور معافی مانگی بولا" میں نے تمہارا شکریہ اس لیے ادا نہیں کیا کہ میں تمہارے شکریہ کو خدا کے ساتھ نہیں جوڑنا چاہتا

تھا کل تمام دن میں نے خدا کا شکر ادا کیا اور آج تمہارا شکریہ ادا کرنے آیا ہوں۔
اس نے معافی مانگی اور رخصت ہوا۔
وزیر نے اس شخص سے بہت کچھ سیکھا اور اس نے ہمیشہ اسے یاد رکھا۔

کہانی ۱۰

ایمانداری کا انعام

دمشق میں ایک سوداگر رہتا تھا جو بہت دیانت دار تھا اس کی ایمانداری کی وجہ سے لوگ اس کے پاس اپنا مال و دولت امانت کے طور پر چھوڑ جاتے تھے۔

ایک مرتبہ اُس سوداگر سے بھول ہو گئی۔ اس نے ایک آدمی کی امانت میں گڑ بڑ کی۔ اُس کی اس بے ایمانی کی وجہ سے تمام سوداگر اور امیر اس سے خفا ہو گئے اور اُس سے لین دین بند کر دیا۔ کچھ ہی دنوں میں وہ فقیر ہو گیا۔ اس کے یہاں کھانے کے لیے کچھ نہ رہا تو اس نے قرض لینا شروع کر دیا اور رفتہ رفتہ اس پر بہت قرضہ چڑھ گیا۔

اس سوداگر کے ایک بیٹا تھا۔ جو بہت سمجھ دار اور عقل مند تھا۔ اس نے جب اپنے باپ کا یہ حال دیکھا تو سب سے الگ رہنے لگا۔ کام کر کے جو کچھ تھوڑا بہت کماتا اسی پر صبر کے ساتھ گذر بسر کرتا۔ سوداگر کے بیٹے کے پڑوس میں ایک فوجی افسر رہتا تھا۔ اس فوجی افسر کو ایک دن کسی جنگ پر جانے کا حکم ہوا وہ جب چلنے لگا تو اس نے سوداگر کے لڑکے کو دس ہزار دینار دیے اور کہا "میاں دیکھو میں نے یہ روپیہ اپنے بچوں کے لیے جمع کیے ہیں۔ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں۔ اگر میں جنگ سے واپس آگیا تو میں خود اس رقم کو واپس لے لوں گا اور اگر میں واپس نہ آیا تو اس رقم کو ضرورت کے وقت میرے بچوں کو دے دینا۔ یہ رقم ان کے کام آئے گی۔"

سپاہی اس لڑائی میں مارا گیا اور اس کے دس ہزار دینار سوداگر کے لڑکے کے پاس امانت رہے۔ سوداگر کو جب اس بات کا علم ہوا تو اس نے اپنے بیٹے سے اس رقم کو مانگا۔ سوداگر نے کہا، بیٹے تم تو جانتے ہو میرے حالات کتنے خراب ہیں۔ اگر تم اس میں سے تھوڑی سی رقم مجھے قرض دے دو تو میرا کام چل نکلے۔

سوداگر کے بیٹے نے جواب دیا، ابا تم تو جانتے ہو کہ تم نے اپنا کاروبار اسی بے ایمانی اور امانت میں خیانت کرنے سے چوپٹ کیا ہے۔ میری جان بھی چلی جائے تو میں اس رقم کو ہاتھ نہیں لگاؤں گا۔

وقت گذرتا رہا۔ سپاہی کے گھر میں روپیہ کی ضرورت ہوئی۔ سخت پریشانی کا وقت تھا مگر کسی کو اس روپیہ کی خبر نہ تھی۔ اس لیے جب حالات خراب ہوئے تو ان بچوں نے خلیفہ کو ایک عرضی دی جس میں اس سے مدد مانگی۔ اس عرضی کا پتہ اس سوداگر کے بیٹے کو بھی ہوا۔ بادشاہ کی طرف سے جب جواب آگیا تو سوداگر کا بیٹا ان کے پاس رقم لے کر گیا اور تمام قصہ بیان کیا۔ اس نے وہ رقم انھیں واپس کر دی۔ انہوں نے اس روپیہ میں سے ایک ہزار دینار اس سوداگر کے بیٹے کو دیا اور باقی روپیہ سے کاروبار شروع کر دیا۔

کچھ دنوں کے بعد خلیفہ کو اس سپاہی کا خیال آیا اس نے ان بچوں کا حال دریافت کیا اسے یہ معلوم ہو کر بہت تعجب ہوا کہ وہ عیش میں ہیں۔ بادشاہ نے ان بچوں کو بلایا اور کہا، تم نے درخواست دی تھی کہ تمہارے یہاں فاقے ہو رہے ہیں مگر تم تو عیش کر رہے ہو جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت تھی، لڑکوں نے سوداگر کے لڑکے کا اور اس روپیہ کا صحیح صحیح حال بتا دیا انھوں نے کہا، یہ صحیح ہے کہ جب ہم نے عرضی لکھی تھی تو ہم پر فاقے گذر رہے تھے لیکن ہمارے باپ نے سوداگر کے بیٹے کے پاس دس ہزار دینار رکھوائے تھے۔ ہمیں اس رقم کے بارے میں کچھ معلوم

دیتا جب سوداگر کے لڑکے کو پوری امانت کا علم ہوا تو اس نے امانت کی رقم ہمارے
حوالے کر دی۔ اسی کی وجہ سے آج ہم آرام سے زندگی گزار رہے ہیں"

خلیفہ کو بہت خوشی ہوئی اس نے کہا "جس شخص کی ایمانداری کا یہ حال ہو کر
ایک شخص امانت رکھ جائے اور خود مر جائے اور کسی کو اس کا علم نہ ہو کوئی گواہ اور
کوئی کاغذ موجود نہ ہو اور وہ شخص پھر بھی اس امانت کو اس کے حق دار کے حوالے
کر دے وہ شخص واقعی تعریف کے قابل ہے"

خلیفہ نے اسی وقت سوداگر کے بیٹے کو بلایا اُسے بہت سا انعام دیا اور اپنا خزانچی بنا
لیا۔ یہ خلیفہ عبدالملک تھے۔

سوداگر کے لڑکے نے اتنی ترقی کی کہ بغداد میں اس کے مقابلے کا کوئی اور
نہ تھا۔

کہانی ۱۰

غریب کی لاج

محمود غزنوی بہت انصاف پسند بادشاہ تھا۔ اُسے اپنی رعایا کا بہت خیال تھا۔ رعایا کا حال معلوم کرنے کے لیے وہ بھیس بدل کر گھومتا تھا۔ جہاں کسی کو مصیبت میں دیکھتا اس کی مدد کے لیے خود دوڑتا۔ ایک رات وہ گلیوں میں گھوم رہا تھا کہ ایک مسجد سے رونے کی آواز آئی۔ محمود کو بہت فکر ہوئی وہ مسجد میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا کہ ایک شخص سجدے میں گرا ہے اور رو رو کر کہہ رہا ہے "محمود سو رہا ہے تو کیا ہوا خدا تو جاگ رہا ہے"

محمود کو یہ سن کر بہت دکھ ہوا۔ اس نے اس شخص سے رونے کا حال پوچھا وہ شخص اٹھا اور اس نے محمود کے پیر پکڑ کر چلانا شروع کیا"

"حضور آپ کے ایک درباری نے مجھے ستایا ہے۔ وہ روز میرے گھر آتا ہے اور میری بیوی کو پریشان کرتا ہے۔ میں اُس کی شکایت دل میں نہیں کر سکتا۔ آپ ہی انصاف کریں اور مجھے اس مصیبت سے نجات دلا دیں"

یہ سن کر محمود کو بہت غصہ آیا۔ غصہ میں آواز کانپنے لگی۔ اس نے پوچھا کہ اس وقت وہ شخص کہاں ہے۔

اس شخص نے جواب دیا "اب تو بہت دیر ہو چکی ہے۔ آج تو وہ چلا گیا ہوگا کل پھر آئے گا اور اسی طرح مجھے ستائے گا" سلطان محمود اُسے لے کر محل آیا اور اپنے پہرہ داروں سے کہا کہ وہ شخص جس وقت بھی آئے سلطان کو اطلاع کر دی جائے

اور سلطان کہیں بھی ہو اور کوئی بھی وقت ہو اس شخص کو وہیں پہنچایا جائے۔ محمود نے یہ ہدایت دی اور محل میں چلا گیا۔ وہ شخص بھی دعائیں دیتا ہوا اپنے گھر چلا گیا۔

دوسری رات وہ شخص شاہی محل کے دروازہ پر پہنچا اور دربان سے سلطان کی خدمت میں سلام پہنچانے کی درخواست کی۔ سلطان جاگ رہا تھا وہ فوراً تلوار لے کر اس شخص کے ساتھ اس کے گھر کی طرف چل دیا۔ گھر پہنچ کر اس شخص نے وہ وہ جگہ بتائی جہاں وہ ظالم درباری موجود تھا۔ سلطان گھر میں داخل ہوا۔ کمرہ میں اندھیرا تھا۔ سلطان نے تلوار کے ایک ہی وار سے اس آدمی کے دو ٹکڑے کر دیے۔ اس کے بعد سلطان نے چراغ جلا کر اس شخص کی صورت دیکھی۔ اس شخص کی صورت دیکھ کر سلطان کے چہرہ پر اطمینان ظاہر ہوا۔ اس نے کہا "اب تو تو محمود سے خوش ہے" یہ کہہ کر وہیں نماز پڑھنے لگا۔ نماز کے بعد سلطان نے کچھ کھانے کو مانگا" اس شخص نے کہا "حضور میرے گھر میں حضور کے لائق کوئی چیز نہیں" سلطان نے کہا "جو کچھ بھی ہے لے آؤ۔"

غرض کھانا آیا اور سلطان نے خوب پیٹ بھر کر کھانا کھایا۔ کھانے کے بعد سلطان نے کہا "معاف کرنا میں نے تمہیں کھانے کی تکلیف دی۔ بات یہ ہے کہ جب تم آئے تھے اسی وقت میں نے قسم کھائی تھی کہ جب تک اس ظلم کو ختم نہ کر دوں گا میں کھانا نہیں کھاؤں گا اس لیے میں نے اب کھانا کھایا ہے۔ میں نے خدا کا شکر اس لیے ادا کیا کہ مجھے ڈر تھا کہ میری سلطنت میں اتنی ہمت اور اتنا ظلم کرنے والا میرا رشتہ دار ہی ہو سکتا ہے مگر جب روشنی میں دیکھا تو وہ کوئی اور شخص تھا اس لیے شکر کرنا ضروری تھا۔

اب میں جاتا ہوں خدا نے تمہاری بھی عزت رکھ لی اور میری بھی۔

کہانی (۱۱)

ہنرمندی کا انعام

ایک بادشاہ کا ایک بیٹا تھا۔ دونوں بہت عقل مند تھے۔ جب لڑکا جوان ہوا تو باپ کو بیٹے کی شادی کی فکر ہوئی۔ بادشاہ نے جب شادی کی بات کی تو بیٹے نے کہا کہ اس کے اُستاد نے اُسے یہ سکھایا ہے کہ دنیا میں ہر شخص کو سب سے پہلے کوئی نہ کوئی ہنر سیکھنا چاہیے تاکہ اگر کوئی دقت پڑے تو وہ اُس سے کام لے سکے۔ ہنر مرد کو ہلاکت سے بچاتا ہے۔ بادشاہ نے بہت سمجھایا کہ بادشاہ کے بیٹے کو ہنر سے کیا کام ان کا ہنر تو تلوار اور نیزے کے ہاتھ دکھانا، گھوڑے کی سواری اور تیر اندازی کرنا ہے مگر لڑکا نہ مانا اس نے کہا کہ دولت کا کوئی بھروسہ نہیں، آج ہے کل نہ ہوگی۔ ہوا ہر وقت یکساں نہیں چلتی۔

بادشاہ نے اعلان کیا کہ اس کی سلطنت میں جس جس کو جو ہنر آتا ہو وہ آئے اور شہزادے کو دکھائے۔ ایک میدان میں سب جمع ہو گئے اور اپنی اپنی دکان سجا کر بیٹھ گئے۔ شہزادے نے سب کو دیکھا اور پرکھا آخر کار اُسے ایک چٹائی بننے والے کا فن پسند آگیا۔ اُس نے چٹائی بنانے اور بننے کا کام سیکھنا شروع کیا۔ کچھ ہی دنوں کے بعد اس فن میں شہزادے نے کمال حاصل کر لیا۔

شہزادہ اب دنیا دیکھنا چاہتا تھا اس نے بادشاہ سے سفر کی اجازت مانگی۔ بادشاہ ہر سال خلیفہ کی خدمت میں تحفے بھیجا کرتا تھا۔ اس نے شہزادے کو بہت سا سامان دیا اور خلیفہ کو دینے کے لیے ہیرے جواہرات اور طرح طرح کے تحفہ جات ساتھ کیے کہ

دنوں کے سفر کے بعد شہزادہ بغداد پہنچ گیا۔ اس نے شہر کے باہر اپنا ڈیرہ جمایا۔ آرام کر لینے کے بعد وہ شہر گھومنے کے لیے نکل پڑا شہر میں گھومتے گھومتے جب شام ہو گئی تو اُسے بھوک لگنے لگی۔ وہ ایک بھٹیارے کی دکان پر جا بیٹھا۔ وہ بھٹیارا بہت چالاک تھا وہ سمجھ گیا کہ یہ موٹی مرغی ہے۔ مسافروں کو لوٹنا اس کا کام تھا اس نے شہزادہ کی بہت تعریف کی اور اُسے بہلا پھسلا کر اندر لے گیا جیسے ہی شہزادہ گھوڑے سے اترا دو غلام دو طرف سے لگے اور شہزادہ پر پیچھے سے حملہ کر دیا۔ شہزادے کے ہتھیار چھین لیے اور ایک کنویں میں قید کر دیا۔ جب شہزادہ کنویں گرا تو اس نے دیکھا کہ وہاں اور بھی کئی آدمی موجود تھے شہزادے کو معلوم ہوا کہ وہ اسی طرح مسافروں کو پھانستا ہے ان کا مال لوٹ لیتا ہے اور انہیں مار ڈالتا ہے۔ شہزادہ عقل مند تھا وہ اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کی تدبیر سوچتا رہا۔ جب بھٹیارا اُسے قتل کرنے آیا تو شہزادہ نے اس سے کہا کہ وہ ایسا کام جانتا ہے کہ جس سے وہ بہت جلد دولت مند بن جائے گا۔ وہ ایسی چٹائی بننا جانتا ہے جو وزیر اور بادشاہ بھی دیکھ کر حیران رہ جائیں آخر کار بھٹیارا اس پر تیار ہو گیا۔ اس نے تمام سامان لا دیا اور شہزادہ چٹائی تیار کرنے لگا۔ جب چٹائی تیار ہوئی تو بھٹیارا حیران رہ گیا وہ اس چٹائی کو وزیر کے پاس لے گیا جس نے اُسے بہت سا انعام دیا۔ اب تو شہزادہ روز چٹائی بننے لگا۔ اور بھٹیارا اُسے بیچنے لگا۔ ایک دن شہزادے نے ایک چٹائی تیار کی اور اُسے خلیفہ کے پاس لے جانے کی ہدایت کی۔ شہزادے نے یہ ہدایت کر دی تھی کہ اس چٹائی کو اور کسی کو نہ دکھانا۔ بھٹیارے نے جب چٹائی خلیفہ کے حضور پیش کی تو وہ اُسے دیکھ کر حیران رہ گیا اس میں طرح طرح کی بیلیں بنی ہوئی تھیں جب خلیفہ نے اُسے غور سے دیکھا تو اس میں شہزادے کا تمام حال لکھا ہوا تھا۔ اس نے فوراً بھٹیارے کو پکڑ لیا اور سپاہی بھیج کر اس کے گھر سے سب کو چھڑا لیا۔ شہزادے نے آ کر کل حال بتایا۔ خلیفہ نے بھٹیارے

کو قتل کرا دیا اور شہزادے کو انعام دے کر اس کی سلطنت میں واپس بھیج دیا۔ شہزادہ خوشی خوشی گھر واپس گیا اور اس نے تمام قصہ اپنے باپ کو سنایا۔ بادشاہ اس کی عقل مندی کا قائل ہو گیا اسے تب اندازہ ہوا کہ اگر شہزادہ اس فن سے واقف نہ ہوتا تو کیا ہوتا۔

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کی چند مطبوعات

نوٹ: طلبہ واساتذہ کے لیے خصوصی رعایت۔ تاجران کتب کو حسب ضوابط کمیشن دیا جائے گا۔

بجلی کی کہانی

مصنفین : اے کے چکرورتی
ایس کی بھٹاچاریہ

مترجم : شبانہ اسلام

صفحات : 87

قیمت : -/18 روپے

انوہا اور کالا کوا

مصنف : صالحہ عابد حسین

صفحات : 28

قیمت : -/3.15 روپے

سنو کہانی

مترجم : منصور نقوی

صفحات : 80

قیمت : -/30 روپے

پرانوں کی کہانیاں حصہ اول

مصنفہ : ساوتری

مترجم : کلیم اللہ

صفحات : 64

قیمت : -/30 روپے

پرانوں کی کہانیاں حصہ دوم

مصنفہ : ساوتری

مترجم : کلیم اللہ

صفحات : 64

قیمت : -/30 روپے

پرانوں کی کہانیاں حصہ سوم

مصنفہ : ساوتری

مترجم : کلیم اللہ

صفحات : 52

قیمت : -/30 روپے

ISBN: 978-81-7587-409-1

कौमी काउन्सिल बराए फरोग़-ए-उर्दू ज़बान

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان

National Council for Promotion of Urdu Language
Farogh-e-Urdu Bhawan, FC-33/9, Institutional Area,
Jasola, New Delhi-110025